ابھی میں جاگتی ہوں

ابھی میں جاگتی ہوں
اپنی آنکھوں کی طرح
اور بولتی ہوں
اپنی ہی آواز میں
اپنے ہی لہجے میں
ابھی میں ہجر کی تفسیر سے واقف ہوئی ہوں
برف کی دستک کبھی جب رات کی دیوار میں سوراخ کرتی ہے
تو اپنے جسم کو سوراخ میں بھر کر
میں آنے والے دن کا ذکر کرتی ہوں
مرے کمرے میں رکھی ساری چیزیں جاگتی ہیں
اور سب مجھ سے مخاطب ہیں
یہ مجھ سے کہہ رہی ہیں:
موت کا پھولوں سے رشتہ ہے کوئی
گلدان میں رکھے ہوئے پھولوں کی خوشبو
ایک تازہ قبر پر بکھرے ہوئے پھولوں سے ملتی ہے---
زمیں کی گود سے اُگتے
دکانوں پر سجے پھولوں کو کیا معلوم
ان کا موت سے رشتہ ہے کوئی

پھول بھی کافی نہیں ہیں
زندگی یا موت کی خاطر
یہ پورے زخم کو بھرتے نہیں ہیں
اور تھوڑی دیر میں مرجھانے لگتے ہیں
مگر میں جاگتی ہوں
اپنے آنسو کی طرح
اور یاد رکھتی ہوں وہ باتیں
پھول مرجھانے سے پہلے
جو مجھے اچھی لگی تھیں